شرعی پردہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ:

تنظیمِ اسلامی

دارالاسلام، مرکز تنظیم اسلامی ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔53800

فون:78-35473375(042)

ای میل:markaz@tanzeem.org

www.tanzeem.org

صفحہ نمبر

☆ ستر و حجاب میں فرق 2
☆ گھر کے اندر کا پردہ ''احکاماتِ ستر'' 3
☆ کسی گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کی جائے 3
☆ اجازت لینے کا حکم اپنے گھر کی صورت میں بھی ہے 5
☆ نگاہ نیچی رکھنا 6
☆ ستر کی حفاظت کرنا 9
☆ خواتین کے لیے مخصوص احکام 10
☆ سینہ پر اوڑھنی ڈالنا 10
☆ عورتیں اپنی زیب و زینت مخفی رکھیں 11
☆ مخلوط معاشرت کی ممانعت 14
☆ عورتیں اپنی مخفی زیب و زینت کو بھی چھپائیں 15
☆ گھر سے باہر کا پردہ ''احکامات حجاب'' 17
☆ نامحرم سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ نہ اختیار کرنا 17
☆ خواتین وقار کے ساتھ گھر پر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں 18
☆ مرد اجنبی عورتوں سے بوقت ضرورت پردے کی اوٹ سے بات کریں 22
☆ چہرے کا پردہ کرنا 23
☆ سرکلر بسلسلہ شرعی پردہ 26

شرعی پردہ دراصل دو پردوں پر مشتمل ہے۔ ایک ہے گھر کے اندر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔ ان احکامات کو ''احکاماتِ ستر'' کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہے گھر کے باہر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ الاحزاب میں وارد ہوئے ہیں اور یہ احکامات ''احکاماتِ حجاب'' کہلاتے ہیں۔

ستر وحجاب میں فرق

پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔ ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین کے، یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ (۱) ہیں۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے۔ البتہ عورت کے لیے عورت کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ معمول کے حالات میں ایک عورت ستر کا کوئی بھی حصہ اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں کھول سکتی۔ ستر کا یہ پردہ ان افراد سے ہے جن کو شریعت نے ''محرم'' قرار دیا ہے۔ ان محرم افراد کی فہرست سورۃ النور آیت ۳۱ میں موجود ہے۔ ستر کے تمام احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث نبوی ﷺ میں مل جاتی ہیں۔ گھر کے اندر عورت کے لیے پردے کی یہی صورت ہے (۲) [کیونکہ گھر کے اندر عموماً محرم لوگ ہی ہوتے ہیں لہٰذا عورت کے لیے احکاماتِ ستر پر عمل کرنا ہی کافی ہے۔ البتہ ضرورتاً گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں چونکہ اجنبی اور غیر محرم لوگوں کا سامنا ہوتا ہے لہٰذا اس صورتحال میں عورت کے لیے احکاماتِ ستر کے علاوہ اضافی احکامات صادر فرمائے گئے جو احکاماتِ حجاب کہلاتے ہیں۔] یہ وہ احکامات ہیں جو اجنبی (یعنی غیر محرم) مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔

---

(۱) الگ (۲) طبع دوم کے موقع پر بعض مقامات پر تسہیل یا تمہید کی غرض سے مختصر عبارات کا اضافہ کیا گیا ہے جو متن میں کھڑے بریکٹس [ ] کے اندر لکھی گئی ہیں۔ (چوہدری رحمت اللہ بٹر)

حجاب کے یہ احکام سورۃ الاحزاب میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت جلباب یعنی بڑی چادر (یا برقع) اوڑھ لے گی تا کہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی نقاب ڈالے گی تا کہ سوائے آنکھ کے چہرہ بھی چھپ جائے۔ گویا حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے۔

گھر کے اندر کا پردہ......''احکاماتِ ستر''

[گھر کے اندر کے پردے کے حوالے سے جو مرکزی حکم خواتین کو دیا گیا وہ تو سورہ النور آیت نمبر 31 میں ہے جو آگے آرہی ہے البتہ کچھ ابتدائی تمہیدی احکامات عورتوں اور مردوں کے لیے بیان فرمائے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ ان تمہیدی احکامات و آداب پر پوری طرح عمل کیے بغیر نہ تو وہ حکمت وفائدہ حاصل ہوگا جو احکاماتِ ستر کے ذریعے مطلوب ہے اور نہ ہی ان احکامات پر ان کی روح کے مطابق عمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ احکام مندرجہ ذیل ہیں]

کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کی جائے

سورۃ النور آیت ۲۷ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

''اے ایمان والو دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اپنی پہچان نہ کرا لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج دو یہ ہی تمہارے لیے بہتر ہے تا کہ تم یاد رکھو''

اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اچانک اور بلا اطلاع کسی کے گھر میں داخل نہ ہو جایا کرو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ لوگ بے تکلف دوسروں کے گھر میں داخل ہو جاتے اور بسا اوقات [1] اہلِ خانہ اور خواتین کو ایسی حالت میں دیکھ لیتے

(۱) اکثر مرتبہ

جس میں دیکھنا خلافِ تہذیب [1] ہے۔اس لیے حکم دیا گیا کہ لوگوں کے گھروں میں نہ داخل ہو جب تک یہ معلوم نہ کرلو کہ تمہارا آنا صاحبِ خانہ کے لیے ناگوار [2] تو نہیں ہے۔ داخل ہونے سے پہلے سلام کرکے اجازت لے لیا کرو۔ اجازت لینے کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ مناسب وقفوں سے با آوازِ بلند سلام کیا جائے یا دستک دی جائے۔ اگر جواب نہ ملے یا کہا جائے کہ چلے جاؤ تو دروازے پر جم جانا درست نہیں ہے بلکہ برا مانے بغیر لوٹ جانا چاہئے۔اسی طرح اس سورۃ النور کی آیت ۵۸ میں حکم ہے کہ نمازِ فجر سے قبل، نمازِ ظہر کے بعد اور نمازِ عشاء کے بعد یعنی ایسے اوقات میں جب عام طور پر شوہر اور بیوی خلوت [3] میں ہوتے ہیں، ملازم اور بچے وغیرہ (بھی) بلا اجازت کمروں میں داخل نہ ہوا کریں۔ ان امور کی مزید وضاحت حسبِ ذیل احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی ہے:

۱- نبی اکرم ﷺ کا اپنا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین سامنے کھڑے نہ ہوتے کیوں کہ اس زمانے میں دروازوں پر پردے نہ لٹکائے جاتے تھے۔ آپ دروازے کے بائیں یا دائیں جانب کھڑے ہوکر اجازت طلب فرمایا کرتے۔ (ابوداؤد)

(فقہاء نے نابینا کے لیے بھی اجازت مانگنا لازم قرار دیا ہے تا کہ گھر والوں کی باتیں سننے کا احتمال [4] نہ ہو)

۲- اجازت لینے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ پکارنے کی حد مقرر کی اور فرمایا اگر تیسری بار پکارنے پر بھی جواب نہ آئے تو واپس ہو جاؤ۔ (متفق علیہ)

۳- حضرت ھزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے ہاں حاضر ہوا اور عین دروازے پر کھڑے ہوکر اجازت مانگنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرا یہ کیا معاملہ ہے؟ اجازت مانگنے کا حکم تو اس لیے ہے کہ نگاہ نہ

---

(۱) شائستگی (۲) ناپسند (۳) تنہائی (۴) شک وشبہ

پڑے۔(ابوداؤد)

۴- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب نگاہ داخل ہوگئی تو پھر خود داخل ہونے کے لیے اجازت مانگنے کا کیا موقع رہا۔(ابوداؤد)

۵- ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آیا اور دروازے پر آ کر کہا ''أَ أَلِجُ ؟''۔''کیا میں گھس آؤں؟'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خدمت گار سے فرمایا کہ یہ شخص اجازت مانگنے کا طریقہ نہیں جانتا ذرا اٹھ کر اسے بتاؤ کہ یوں کہنا چاہئے ''السلام علیکم ! أَ أَدْخُلُ؟'' ''کیا میں داخل ہو جاؤں؟' (ابوداؤد)

۶- حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ ایک کام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گئے اور سلام کیے بغیر یوں ہی جا بیٹھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باہر جاؤ اور ''السلام علیکم'' کہہ کر اندر آؤ۔(ابوداؤد)

۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گیا اور دروازے پر دستک دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ''میں ہوں'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو تین مرتبہ فرمایا ''میں ہوں ! میں ہوں !'' یعنی اس ''میں ہوں'' سے کوئی کیا سمجھے کہ تم کون ہو۔(صحیح بخاری، ابوداؤد)

اجازت لینے کا حکم اپنے گھر کی صورت میں بھی ہے

۱- ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔اس نے کہا میرے سوا ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے، کیا ہر بار جب میں ان کے پاس جاؤں تو اجازت مانگوں؟ فرمایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو عریاں[1] دیکھے؟

(سنن الکبری للبیھقی)

۲- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''اپنی ماں بہنوں کے پاس بھی جاؤ تو اجازت

(۱) ننگا

لے کر جاؤ''۔ ان کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب وہ گھر آتے تو ایسی آواز نکالتے جس سے ان کی آمد کا علم ہو جاتا۔

(تفسیر طبری، تفسیر سورہ نور آیت ۲۷)

نگاہ نیچی رکھنا

[نگاہیں نیچی رکھنے کو اصطلاح میں غَضِّ بَصَر کہا جاتا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ عورتوں مردوں کو الگ الگ اس کا حکم دیا گیا۔]

سورۃ النور آیت ۳۰ میں فرمایا گیا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''۔

آگے چل کر آیت ۳۱ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''۔

نگاہوں کی حفاظت کا حکم گھر سے باہر بھی ہے تاکہ نامحرموں پر نگاہ نہ پڑے لیکن اصلاً یہ حکم گھر کے اندر کے لیے ہے کیوں کہ باہر چلتے ہوئے نگاہیں نیچی رکھنے سے کسی شے سے ٹکرانے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔ گھر کے اندر اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ محرم خواتین پر بھی [بھرپور] نگاہ نہ ڈالی جائے۔ بلاشبہ محرم خواتین کے ساتھ ایک تقدس[1] کا رشتہ ہے لیکن بہرحال بحیثیت جنسِ مخالف ہونے کے، مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لیے کشش ہے اور نگاہوں کی بے احتیاطی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔

---

(۱) پاکیزگی

حقیقت یہ ہے کہ بدنظری ہی بدکاری کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔اسی وجہ سے اس آیت میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو حفاظتِ فرج[۱] کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔ سنن ابی داؤد اور ترمذی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان سے پردہ کرو''! وہ کہنے لگیں: ''کیا یہ نابینا نہیں ہیں''؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مگر تم تو نابینا نہیں ہو''۔ ہمارے معاملات آج اس نہج[۲] پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم نے نوجوان لڑکیوں کو مخلوط تعلیمی اداروں، دفاتر اور دیگر محافل میں غیر محرموں کے ساتھ آزادانہ میل جول کی اجازت دے رکھی ہے۔ بعض والدین کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی بچی پر اعتماد ہے۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [اور دیگر ازواج مطہرات رض] پر اعتماد نہیں تھا جن کی پاکیزگی کی گواہی خود رب العزت نے سورۃ النور کے دوسرے رکوع میں دی ہے۔ بدنظری کے نتیجے میں شیطان آنکھ کے راستے سے دل میں اتر جاتا ہے، پھر دونوں فریق ہم کلام ہوتے ہیں اور یوں بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

نگاہوں کی حفاظت سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے چہرے کو نہ دیکھیں بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ستر پر نگاہ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی کسی قسم کے فحش مناظر یا تصاویر کو دیکھا جائے۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل احادیث سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے:

۱- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ پہلی نگاہ (جو بلا ارادہ پڑ گئی) معاف ہے مگر دوسری معاف نہیں''۔ (مسندِ احمد، ترمذی)

۲- حضرت جَرِیر بن عبداللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ''اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں۔ فرمایا فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کر لو''۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

---

(۱) شرم گاہ (۲) طور طریقہ

۳- ''جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹا لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے''۔ (مسند احمد)

۴- نبی ﷺ حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کی حفاظت کرے گا میں اسے اس کے بدلے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت (۱) وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (معجم الکبیر)

نوٹ: کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کی بعض صورتوں میں اجازت ہے مثلاً:

☆ اگر ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے کہ چوری چھپے اس پر ایک نظر ڈال سکتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ نکاح کا پیغام بھجوایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے لڑکی کو دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسے دیکھ لو اس طرح زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ تمہارے درمیان موافقت (۲) ہو گی۔ (سنن ابن ماجہ، مستدرک حاکم)

☆ عدالتی کارروائی یا گواہی کے لیے قاضی کا کسی عورت کو دیکھنا۔

☆ تفتیشِ جرم کے لیے پولیس کا کسی عورت کو دیکھنا۔

☆ علاج کے لیے طبیب کا مریضہ کو دیکھنا۔

ایک اہم نکتہ (۳)

نگاہ نیچی رکھنے کا حکم عورتوں کے لیے بھی ہے اور مردوں کے لیے بھی۔ لیکن عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کے بارے میں سختی کم ہے۔ جس مرد سے عورت کا براہِ راست رابطہ (Contact) کا امکان ہے اسے دیکھنا تو منع ہے البتہ جس مرد سے رابطہ کا امکان نہیں اسے کسی ضرورت اور مقصد کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے پر عورتوں کے لیے تو چہرے کا پردہ ہے لیکن مردوں کے لیے نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ۷ھ میں حبشیوں کا ایک وفد مدینے آیا اور اس نے مسجد

(۱) مٹھاس (۲) مطابقت (۳) تہ کی بات

نبوی ﷺ کے پاس تماشہ [۱] کیا۔ نبی ﷺ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ تماشہ دکھایا (بخاری، مسلم)۔ اسی نکتہ کے تحت اگر براہِ راست رابطہ کا امکان نہ ہو تو خواتین مردوں سے دینی وجدید تعلیم سیکھ سکتی ہیں۔

ستر کی حفاظت کرنا

سورۃ النور آیات ۳۰ اور ۳۱ میں مردوں اور عورتوں دونوں کو تلقین کی گئی کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ شرم گاہوں کی حفاظت کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خود کو جنسی بے راہروی اور زنا سے بچا کر اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کریں اور دوسرے یہ کہ وہ اپنا ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ اس کی وضاحت ذیل کی احادیث سے ہوتی ہے:

۱- ''کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو نہ دیکھے''۔ **(مسندِ احمد، مسلم، ابو داؤد)**

۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران پر نگاہ نہ ڈالو۔ **(ابو داؤد، ابن ماجہ)**

۳- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو۔ سائل نے پوچھا جب ہم تنہائی میں ہوں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔ **(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)**

۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصّہ نظر آئے۔ **(ابو داؤد)**

۵- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ '' اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی برہنہ [۲] رہیں''۔ [۳] حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

---

(۱) مراد ہے: کرتب دکھائے (۲) ننگی (۳) نبی اکرم ﷺ نے آخری دور کے گمراہ و فاسق ◄◄

اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت [1] نمایاں ہو جائے۔ (المبسوط لسرخسی رحمۃ اللہ علیہ)

٦- حفصہ بنتِ عبد الرحمن رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈال دی۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: بحالتِ مجبوری یا بغرضِ علاج، طبیب کے سامنے ستر کھولا جا سکتا ہے۔

خواتین کے لیے مخصوص احکام

سینہ پر اوڑھنی ڈالنا

سورۃ النور آیت ۳۱ میں خواتین کو حکم دیا گیا:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾

''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل [2] ڈال لیں''۔

یعنی چادر سے اپنا گریبان [3] چھپائے رکھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :

''جب سورۃ النور نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو اس کی آیات سنائیں۔ انصاری عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔

◄◄ لوگوں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ایسی عورتوں کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ((نِسَاءُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلٰى رُؤُوْسِهِنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ اَلْعَنُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ مَلْعُوْنَاتٌ)) ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی ان کے سروں پر (بال ایسے ہوں گے) جیسے دبلی اونٹنیوں کے کوہان ان پر لعنت کرو کیونکہ وہ لعنتی ہیں (مسند احمد، مستدرک حاکم وقال ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین وابن حبان واللفظ لہ وحسنہ البانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱) بناوٹ، ساخت (۲) اوڑھنی کا پلو (۳) پوشاک کا گلے کے نیچے والا حصہ

ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنالیا اور اوڑھ لیا۔ دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئی تھیں''۔ (ابوداؤد)

عورتیں اپنی زیب وزینت مخفی رکھیں

سورۃ النور آیت ۳۱ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾

''اور عورتیں اپنی زیب وزینت کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جواز خود (بغیر ان کے اختیار کے) ظاہر ہو جائے''

یعنی عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت یعنی حسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے۔ قرآنِ حکیم میں اس کے لیے ﴿إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ یعنی'' سوائے اس زینت کے جواز خود ظاہر ہو جائے'' کے الفاظ آئے ہیں۔ یوں نہیں فرمایا گیا کہ ''اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ مِنْهَا'' یعنی ''سوائے اس زینت کے جسے عورتیں خود ظاہر کریں''۔

زینت سے مراد جسم کے وہ حصے ہیں جن میں مرد کے لیے کشش ہے یا جہاں مختلف آرائشیں، بناؤ سنگھار یا زیورات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں عورت نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہیں کرسکتی ، سوائے اس زینت کے جواز خود ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے مثلاً عورت کی جسمانی ساخت یعنی قد کاٹھ، بیرونی لباس، چادر سر سے ڈھلک جائے یا ہاتھ پاؤں کی کسی زینت کا اظہار ہو جائے تو اس پر گرفت (۱) نہیں ہے۔ آگے چل کر اسی آیت میں مزید وضاحت فرمادی گئی کہ :

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ

(۱) پکڑ

اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ﴾

''اور عورتیں اپنی زیب وزینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی جان پہچان کی عورتوں اور اپنی کنیزوں وغلاموں کے نیز ان خُدّام کے جو عورتوں سے کوئی غرض نہیں رکھتے یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے''۔

آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ عورت کو شوہر کے علاوہ ان رشتہ داروں کے سامنے اظہارِ زینت کی اجازت ہے جو اس کے محرم ہیں یعنی جن سے نکاح حرام ہے۔ اس اجازت کی حکمت یہ ہے کہ گھر میں رہنے اور کام کاج کرنے میں کوئی تنگی اور دشواری نہ ہو۔اس آیت میں ماموں اور چچا کا ذکر نہیں لیکن سورۃ النساء کی آیت ۲۳ میں ان کو بھی محرم رشتے داروں میں شامل کیا گیا ہے۔اسی طرح دادا، نانا، پوتے، نواسے، سوتیلے اور رضاعی رشتہ دار بھی محرموں میں شامل ہیں۔

''اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عورت صرف اِنہیں رشتے داروں کے سامنے اظہارِ زینت کرسکتی ہے۔ان کے علاوہ دیگر مردوں کے سامنے وہ اپنی زینت اور خاص طور پر زینت کے مرکز یعنی چہرے کو ظاہر نہیں کرسکتی۔اب جو لوگ نامحرم مردوں سے عورت کے چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں کیا ان کے نزدیک اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست کی کوئی اہمیت نہیں؟ کیا وہ تمام ہی مردوں کے سامنے عورت کے اظہارِ

زینت کو جائز سمجھتے ہیں؟''

ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست میں شوہر کے والد کا ذکر بھی ہے اور شوہر کے بیٹے کا بھی لیکن شوہر کے بھائی کا ذکر نہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) ''دیور تو موت ہے!'' (بخاری، مسلم)

اصل میں پردے کے احکامات کی حکمت ہی یہ ہے کہ اُن محرّکات پر پابندیاں لگائی جائیں جن سے زنا کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک عورت کو سب سے زیادہ خطرہ اُن نامحرم رشتہ دار مردوں سے ہو سکتا ہے جو گھر میں موجود ہوں یا جن کا گھر میں آنا جانا آسان ہو۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے دیور یا جیٹھ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو بھابھی کے لیے موت ہیں۔

مزید برآں [1] اس آیت میں فرمایا گیا کہ عورتوں کا صرف ایسی عورتوں سے پردہ نہیں ہے جو ''اپنی عورتیں'' ہوں یعنی وہ ایسی جانی پہچانی عورتیں ہوں جن کے باحیا اور نیک اطوار [2] ہونے کا علم ہو۔ اجنبی عورتوں سے مسلم خواتین کا پردہ ہے کیوں کہ نہ جانے وہ کس سوچ اور اطوار کی ہوں اور اپنی گفتگو، اداؤں اور فیشن سے نہ جانے خواتین پر کیسے اثرات ڈال جائیں۔ اس حکم پر عمل کے حوالے سے ایک اہم واقعہ سرسید احمد خان کا ہے۔ ایک مرتبہ یوپی کے گورنر سر ولیم میور نے سرسید کے ہاں اپنی اہلیہ کو لانے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن سرسید نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ ہمارا دین ہماری عورتوں کو غیر عورتوں سے بھی پردے کا حکم دیتا ہے۔ بدقسمتی سے سرسید کے بہت سے پرستار پردے اور داڑھی کے معاملے میں سرسید کی تقلید [3] نہیں کرتے۔

اس آیت میں البتہ یہ صراحت [4] کر دی گئی ہے کہ اگر کسی عورت کی کنیز غیر قوم سے ہو تب بھی اس سے پردہ نہیں ہے۔ جہاں تک کسی عورت کا اپنے غلام سے پردے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں دو آراء ہیں:

---

(۱) اس کے علاوہ (۲) چال چلن (۳) پیروی (۴) وضاحت

ایک رائے یہ ہے کہ غلام چاہے عورت کا اپنا مملوک ہی کیوں نہ ہو، پردے کے معاملہ میں اس کی حیثیت وہی ہے جو کسی آزاد اجنبی مرد کی ہے۔اس کے لیے استدلال یہ ہے کہ غلام کے لیے اس کی مالکہ محرم نہیں ہے۔اگر وہ آزاد ہو جائے تو اپنی اسی سابق مالکہ سے نکاح کرسکتا ہے۔اس رائے کے حامل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مجاہدؒ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، سعید بن مسیبؒ، طاؤسؒ اور امام ابوحنیفہؒ ہیں۔دوسری رائے یہ ہے کہ ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ کے الفاظ عام ہیں، جو لونڈی اور غلام دونوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور اسے لونڈیوں کے لیے خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔لہٰذا ایک عورت کا اپنی لونڈی اور اپنے غلام دونوں سے پردہ نہیں ہے۔یہ رائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بعض ائمہ اہلِ بیتؒ اور امام شافعیؒ کی ہے۔

مندرجہ بالا آراء میں سے اگر دوسری رائے کو بھی قبول کرلیا جائے تو بھی اسے آج کل کے گھریلو ملازمین سے پردہ نہ کرنے کے لیے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ غلام کی ایک خاص محکومانہ ذہنیت بن جاتی تھی اور وہ اپنی مالکہ سے اس قدر مرعوب اور فاصلہ پر ہوتا تھا کہ کوئی فعلِ بدتو کجا، غلط نگاہ ڈالنے کا بھی تصور نہیں کرسکتا تھا۔اس کے برعکس آج کل کے گھریلو ملازمین کا رویہ بڑا آزادانہ اور بے باک ہوتا ہے کیوں کہ وہ جب چاہیں ملازمت سے علیحدہ ہو سکتے ہیں۔لہٰذا ان کی طرف سے ایک خاتون کو اپنی ناموس [۳] کے حوالے سے اندیشہ ہوسکتا ہے۔[لہٰذا عام مردوں کی طرح گھریلو جوان ملازموں سے بھی پردے کا اہتمام کیا جانا چاہیے]

مخلوط معاشرت کی ممانعت

سورۃ النور کی اس آیت میں اظہارِ زینت کو محرم مردوں تک محدود کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے غیر محرم مردوں کے ساتھ مخلوط معاشرت [۱] کی ممانعت فرمادی ہے۔مسندِ احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ:

(۱) مل جل کر رہنا

''جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت [1] میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔

نیز آپ ﷺ نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مرد، نامحرم خواتین کو چھوئیں یا ان سے مصافحہ کریں۔فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کیل کا ٹھونک دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو''۔

(معجم الکبیر وقال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح)

چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ ''نبی اکرم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو مصافحہ نہیں فرماتے تھے اور صرف زبانی اقرار کرواتے تھے''۔

اسلام میں مخلوط معاشرت کی جو ممانعت ہے اس کا سب سے نمایاں اظہار محفلِ نکاح میں ہوتا ہے۔نکاح ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسا پختہ معاہدہ ہے جو زندگی بھر کے لیے ہوتا ہے، لیکن اس معاہدے کے انعقاد [2] کے وقت محفلِ نکاح میں معاہدے کے ایک اہم فریق یعنی دلہن کو آنے کی اجازت نہیں۔قاضی کے سامنے دلہن کی طرف سے نمائندگی ایک وکیل اور دو گواہوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔جو دانشور عورتوں کو ہر کام میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک کرنے کی بات کرتے ہیں وہ محفلِ نکاح میں دلہن کی عدم شرکت کی کیا توجیہہ [3] پیش کریں گے؟

عورتیں اپنی مخفی [4] زیب وزینت کو بھی چھپائیں

سورۃ النور آیت ۳۱ کے آخر میں فرمایا گیا:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(۱) تنہائی (۲) منعقد ہونا۔قیام (۳) وجہ بیان کرنا (۴) پوشیدہ

''اور عورتیں اپنے پاؤں (اس طرح زمین پر) نہ ماریں کہ ان کی
پوشیدہ زینت (زیور کی جھنکار) ظاہر ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے
حضور توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''

نبی اکرم ﷺ نے زیب و زینت کو صرف زیور کی جھنکار تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان تمام چیزوں سے منع فرمایا جو مرد کے جنسی احساسات کو مشتعل[۱] کرنے کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کے حسبِ ذیل ارشادات سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے:

۱- ''مردوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی[۲] ہو اور عورتوں کے لیے وہ عطر مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو''۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۲- ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو مگر وہ خوشبو لگا کر نہ آئیں''۔ (ابوداؤد، مسندِ احمد)

۳- ''جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے''۔ (مسلم، موطا امام مالک)

۴- ''جو عورت عطر لگا کر راستے سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ ایسی ویسی عورت ہے''۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے سخت الفاظ ارشاد فرمائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

۵- ایک عورت مسجد سے نکل کر جا رہی تھی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے۔ انہوں نے اسے روک کر پوچھا ''اے خدائے جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آ رہی ہے''۔ اس نے کہا ہاں! بولے ''میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ[۳] کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی

---

(۱) بھڑکانا (۲) ہلکا (۳) بیٹے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت

جب تک وہ گھر جا کر غسلِ جنابت[1] نہ کرے''۔(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسندِاحمد)

٦۔ نماز میں اگر امام بھول جائے تو مردوں کو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہیں مگر عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو متنبّہ[2] کریں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

گھر سے باہر کا پردہ......''احکاماتِ حجاب''

سورۃ الاحزاب میں گھر سے باہر کے پردے کے بارے میں احکامات دیے گئے ہیں۔ان احکامات کے تذکرے سے قبل ضروری ہے کہ ایک اِشکال[3] کا ازالہ[4] کر دیا جائے۔ان احکامات کے بیان میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ہے لیکن ان کا اطلاق تمام مومنات پر ہوتا ہے۔قرآنِ حکیم میں یہ طرزِ تخاطب[5] اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ مردوں کے لیے تو ہر اعتبار سے نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن خواتین کے لیے ان کے نسوانی پہلوؤں کے لحاظ سے نمونہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ یہاں اگرچہ براہِ راست خطاب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ہے لیکن ان کے واسطے سے پوری امت کی خواتین ان احکامات کی مخاطب ہیں۔

نامحرم سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ نہ اختیار کرنا

سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۲ میں حکم دیا گیا:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔اگر تم اللہ سے

(۱)ناپاکی (۲)خبردار کرنا (۳)دشواری (۴)دور کرنا (۵)سامنے ہو کر بات کرنے کا انداز

ڈرنے والی ہوتو (نامحرم) سے بات میں نرم انداز اختیار نہ کرو مبادا[1] دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص (جنسی) لالچ میں پڑ جائے، بلکہ بات کرو کھری[2]''۔

یعنی عورتوں کو اگر نامحرم مرد سے بات کرنا پڑے تو سیدھے سادے، کھرے اور کسی حد تک خشک لہجے میں گفتگو کی جائے، آواز میں کوئی شیرینی یا لہجے میں کسی قسم کی لگاوٹ[3] نہ ہوتا کہ سننے والا کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

خواتین وقار[4] کے ساتھ گھر پر رہیں اور بلاضرورت باہر نہ نکلیں

سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۳ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾

''اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے زیادہ پسندیدہ طرز عمل یہی ہے کہ وہ گھر میں سکون اور وقار کے ساتھ رہے۔ دراصل اسلام میں مردوں کو ان امور کی انجام دہی سونپی گئی ہے جن کا تعلق گھر کے باہر سے ہے اور عورتوں کو ان امور کی جن کا تعلق گھر کے اندر سے ہے۔ مردوں اور عورتوں کے ان دائرہ ہائے کار کا تعین ان کے مزاج اور صلاحیتوں کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ یہ تعین کرنے والا خود خالقِ کائنات ہے جس کے علم اور جس کی حکمت پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ سورۃ الملک آیت ۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

''کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے''

مردوں اور عورتوں کی جسمانی اور ذہنی ساخت اور صلاحیتوں میں اختلاف بالکل واضح اور ظاہر ہے۔ مرد کو مضبوط جسمانی اور دماغی اعصاب، جذبات سے زیادہ عقل سے کام لینے کی صلاحیت اور شدائد (جنگی یا کاروباری مصائب) کا مقابلہ کرنے والی فطرت عطا

(۱) ایسا نہ ہو (۲) صاف (۳) لگاؤ۔ تعلق (۴) سنجیدگی

کی گئی ہے جبکہ عورت کونرم مزاج ،لطیف جذبات ،شیرینی اورنزاکت دی گئی ہے ۔مرد کی فطرت میں شدت ، سخت گیری، سرد مزاجی، تحکّم [۱] اور مزاحمت ہے جبکہ عورت کی ساخت میں قدرتی طور پر جمنے اورٹھہرنے کے بجائے جھکنے اور ڈھل جانے کی خاصیت ہے ۔مرد کی فطرت میں اقدام [۲] اور جسارت [۳] ہے جبکہ عورت کی فطرت گریز اور فرار سے عبارت ہے ۔درحقیقت دونوں صنفوں کی قوتوں اور صلاحیتوں پر ایک نظر ڈالی جائے تومعلوم ہوجاتا ہے کہ کس صنف کوکس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے ۔

عورت اپنی رائے ،عقل ،مزاج اور ظاہری و باطنی ساخت کے لحاظ سے صاحبِ عقل مرداور بے عقل بچے کے درمیان کی کڑی ہے ۔اگرفطری قانون میں بالغ اور بچے کے عمل کی حدود، جدا جدا ہیں توعورت اور مرد کے فرائض بھی یکساں نہیں ہوسکتے ۔اسی لیے اسلام نے مردوں اورعورتوں کے فرائض بالکل جدااور علیحدہ طے کیے ہیں ۔

یہ درست ہے کہ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ذہنی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے مردوں کے ہم پلہ ہوتی ہیں اور ایسے بھی مرد ہوتے ہیں جو جذبات کے اعتبار سے عورتوں جیسے ہوں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ قانون اور ضابطے اکثریت کے لیے بنائے جاتے ہیں ۔استثناء [۴] اپنا کلیہ نہیں بناتے بلکہ دوسرے کلیات کوثابت کرتے ہیں ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے اورسب کی کمزوریوں اور صلاحیتوں کوبھی جانتا ہے، لہٰذا اس بات کا فیصلہ کرنے کا حق بھی اسی کو ہے کہ کس کا دائرۂ کار کیا ہو؟ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ اس کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیں ۔

اسلام نے ہماری اجتماعی زندگی کا حال مردوں کے حوالے کیا ہے اور مستقبل عورتوں کے حوالے ۔اسلام نے عورت پر جوفرائض عائد کیے ہیں وہ اس قدر اہم ہیں کہ انہیں غیرضروری سمجھ کرترک [۵] کردینا نہایت خطرناک غلطی ہے ۔عورت کے فرائض اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ہیں کہ وہ اگر ان کی طرف کماحقہٗ [۶] توجہ دے تو اسے کسی

---

(۱) حکم کرنا (۲) قدم بڑھانا (۳) دلیری ۔بے باکی (۴) جُدا

(۵) چھوڑ دینا (۶) جیسا کہ اس کا حق ہے ۔بخوبی

دوسری سرگرمی کی جانب دیکھنے کا وقت بھی نہ ملے۔ ملک کی ترقی کے لیے جتنی ضرورت اچھے سائنسدانوں، منتظموں، سپہ سالاروں اور سیاست دانوں کی ہے، اتنی ہی ضرورت اچھی ماؤں اور اچھی بیویوں کی بھی ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت بیرونِ خانہ سرگرمیوں میں الجھ کر بھی بچوں کی درست اور صحیح نگہداشت کرسکتی ہے وہ حقیقت سے ناواقف ہیں۔

نوعِ انسانی کی افزائش [۱] وحفاظت کے لیے فطرت نے چار ادوار مقرر کیے ہیں یعنی حمل، وضعِ حمل، رضاعت اور تربیت۔ ان میں سے ہر دور انتہائی مشکل ہے جس کے دوران غفلت بچے کے لیے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ نسلِ انسانی کی فلاح [۲] کے نقطۂ نظر سے ان میں سب سے اہم دور، تربیت کا زمانہ ہے۔ بچہ جب عالمِ غیب سے دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا ذہن ایک ایسی تختی کی مانند ہوتا ہے جو ہر قسم کی تحریر لکھے جانے پر آمادہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جو بات بھی اسے سکھائی جائے وہ ''نقش کالحجر'' [۳] ہوجاتی ہے۔ ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اچھی تربیت دے اور اسے برے بھلے کی تمیز سکھائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ماں جسے معاشی اور سیاسی سرگرمیوں سے فرصت نہ ملتی ہو، اپنی اولاد کی درست تربیت نہیں کرسکتی۔ عورت کا فرض، فیکٹریوں میں اشیاء کی پیداوار نہیں ہے بلکہ انسانیت سازی ہے۔

اولاد کی تربیت کے علاوہ گھر میں رہتے ہوئے عورت کو چاہیے کہ وہ مرد کی کمائی اور وسائل کو بڑے سلیقے، کفایت شعاری اور منصوبہ بندی سے استعمال میں لائے۔ جتنا ضروری وسائل کی فراہمی کا معاملہ ہے اتنا ہی اہم ان کا مناسب استعمال ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں عورت کو بیرونی ذمہ داریوں سے فارغ کر کے گھر کے اندر کے مسائل کی دیکھ بھال کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرمائیے:

---

(۱) بڑھوتری (۲) بہتری (۳) یہ ایک محاورہ ہے۔ 'پتھر کی لکیر' ایسی چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کبھی مٹ نہ سکے۔ نَقْشِ کالْحجَر غلط العوام ہے۔ جبکہ صحیح کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَر ہے۔

۱- ''بلاشبہ ایک خاتون چھپانے کے لائق ہے۔ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور وہ اپنے رب کی رحمت کے زیادہ قریب اُس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصّہ میں ہوتی ہے''۔ (ترمذی)

۲- ''عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور وہ اپنی رعیت (اولاد) کے لیے جوابدہ ہے''۔(ترمذی)

۳- اسلام میں جمعہ اور جماعت کی اہمیت کوئی مخفی امر نہیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں کو جمعہ کی نماز سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے'' جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر چار اشخاص مستثنیٰ ہیں یعنی غلام، عورت، بچہ اور مریض۔ (ابوداؤد)

۴- حضرت ام حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جی چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز پڑھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور حجرے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو گھر کے آنگن میں نماز پڑھے اور تیرا گھر کے آنگن میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو جامع مسجد میں نماز پڑھے''۔(ابوداؤد)

۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ ''مرد حضرات تو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے فضیلت لے گئے۔ ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے''؟ جواب دیا ''جو کوئی تم میں سے گھر بیٹھی رہے (اور شوہر کے مال، اولاد اور اپنی عصمت [۱] کی حفاظت کرتی رہے) وہ بھی مجاہدین کا سا بدلہ پائے گی''۔(شعب الایمان)

---

(۱) پاک دامنی

اگر چہ عورت کا دائرۂ عمل اس کا گھر ہے، تاہم اس کا گھر سے باہر نکلنا بالکل ہی ممنوع نہیں کیا گیا بلکہ کسی اشد ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے''۔
(بخاری)

البتہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۳ میں فرمایا گیا ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ ''اور دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔ یہاں لفظ ''تبرّج'' آیا ہے جس کا مطلب ہے نمایاں ہونا، ابھر کر اور کھل کر سامنے آنا، ظاہر ہونا۔ عورت کے لیے تبرّج کا مطلب ہے اپنے حسن کی نمائش کرنا، لباس اور زیور کی خوبصورتی کا اظہار کرنا اور چال ڈھال سے اپنے آپ کو نمایاں کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جب باہر نکلیں تو اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے نمایاں کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ احتیاط کے ساتھ چادر میں مستور (۱) ہو کر نکلیں۔

مرد اجنبی عورتوں سے بوقتِ ضرورت پردے کی اوٹ سے بات کریں

سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ:

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

''اور جب تمہیں نبی اکرم ﷺ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو''۔

گویا ایک مرد کے لیے جائز ہی نہیں کہ بلا ضرورت کسی اجنبی عورت سے بات کرے۔ البتہ اگر اجنبی عورت سے کوئی کام ہو تو بھی روبرو (۲) ہو کر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ تصور کیجئے کہ یہ حکم امت کی ماؤں کے لیے ہے جن کے ساتھ ایک مسلمان کا رشتہ اپنی حقیقی ماں کی طرح پاکیزہ اور متبرک ہے تو عام مسلم خواتین کے ساتھ بغیر پردے کے

---

(۱) پوشیدہ (۲) سامنے

بات چیت یا لین دین کرنے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اسی لیے شریعتِ اسلامی میں اجنبی عورت کے ساتھ بلا ضرورت گفتگو کے تدارک [1] کے لیے اس کے ساتھ خلوت میں موجودگی ہی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ:

> ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔
>
> (مسندِ احمد)

چہرے کا پردہ کرنا

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں مذکور ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾

> ''اے نبی ﷺ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اس آیت میں ''جلباب'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں کہ جو پورے جسم کو چھپا لے۔ مراد یہ ہے کہ چادر اچھی طرح لپیٹ کر اس کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کرو تاکہ جسم اور لباس کی خوبصورتی کے علاوہ چہرہ بھی چھپ جائے۔ البتہ آنکھیں کھلی رہیں۔ مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اس حکم پر عمل کس طرح کیا گیا:

---

(۱) روک تھام

۱- واقعہ اِفک [۱] (جس کے دوران عبداللہ بن ابی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا تھا) کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جنگل سے واپس آ کر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں یہ سوچ کر اسی جگہ بیٹھ رہی کہ آگے جا کر جب وہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو اِدھر ہی ڈھونڈنے آئیں گے اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ میں وہیں پڑ کر سوگئی۔ صبح کو حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر وہاں آ گئے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیوں کہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے پہچان کر جب انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھا تو ان کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا۔'' [۲] حدیث میں الفاظ یوں ہیں کہ ''فَخَمَّرۡتُ وَجۡھِیۡ بِجَلۡبَابِیۡ'' ''میں نے اپنے چہرے کو اپنی چادر کے ذریعے ڈھانپ لیا''۔ (بخاری، مسلم)

۲- ایک خاتون جن کا نام اُم خَلاد رضی اللہ عنہا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کا جو مقتول ہو چکا تھا انجام دریافت کرنے آئیں اور وہ نقاب پہنے ہوئے تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے ان کی اس استقامت [۳] پر تعجب [۴] کرتے ہوئے کہا کہ نقاب پہن کر آپ بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میرا بیٹا مرا ہے میری حیا نہیں مری ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تسلی دی کہ تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ انہوں نے پوچھا ایسا کیوں ہوگا یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ اُس کو اہلِ کتاب نے قتل کیا ہے''۔ (ابوداؤد)

۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع کے موقع پر سفر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ''قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ احرام

---

(۱) بہتان (۲) اسی روایت میں سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پورے سفر میں انہوں نے مجھ سے بات نہیں کی اور میں نے سوائے (انا للہ) کے کوئی الفاظ ان سے نہیں سنے۔ (۳) ثابت قدمی (۴) حیرانی

باندھے ہوئے تھیں۔ جب قافلے ہمارے سامنے آتے ہم بڑی چادر سر کی طرف سے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے ہم اس کو اٹھا دیتیں''۔ (ابوداؤد)

۴- امام جعفر صادقؒ اپنے والد امام محمد باقرؒ سے اور وہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (جو اس وقت نوجوان لڑکے تھے) مشعرِ حرام (۱) سے واپسی کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ راستے سے جب عورتیں گزرنے لگیں تو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھنے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے دوسری طرف پھیر دیا''۔ (ابوداؤد)

حرفِ آخر

اس تحریر میں، میں نے اپنی امکانی حد تک کوشش کی ہے کہ شرعی پردے سے متعلق قرآنِ حکیم اور احادیث مبارکہ سے حاصل ہونے والی رہنمائی کے اہم نکات بیان کردوں۔ میں آخر میں تمام حضرات و خواتین کو دعوتِ غور و فکر دیتا ہوں۔ طرزِ معاشرت کے لیے ایک طرف تو وہ ضوابط و ہدایات ہیں جو قرآن و سنت سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف وہ مادر پدر آزاد روش ہے جسے مغربی تہذیب اور ہندو ثقافت کے زیرِ اثر جُملہ (۲) ذرائع اِبلاغ کے ذریعہ فروغ (۳) دیا جارہا ہے۔ اب ہمیں ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرنے کا فیصلہ کرنا ہے۔ البتہ فیصلہ کرنے سے پہلے ہم سوچ لیں کہ عنقریب ہمیں روزِ قیامت، عدالتِ خداوندی میں پیش ہونا ہوگا اور وہاں معاملہ یہ ہوگا کہ ﴿يُنَبَّؤُا الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ﴾ (سورۃ القیامہ:13) ''ہر انسان کو اس روز جتلا دیا جائے گا کہ اس نے کس شے کو ترجیح دی اور کس شے کو چھوڑ دیا''۔ اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے زندگی کے جملہ معاملات میں اس کے احکامات کی پیروی کریں۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى ! آمین

(اے اللہ! ہمیں ان کاموں کی توفیق دے جو تجھے پسند ہوں اور جن سے تو راضی ہوجاتا ہو)

---

(۱) مزدلفہ میں واقع ایک پہاڑ کا نام (۲) کل، تمام (۳) پھیلانا

سرکلر بسلسلہ شرعی پردہ

سالانہ اجتماع منعقدہ اپریل 1982ء کے موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تمام رفقائے تنظیم اپنے گھروں میں ستر وحجاب کی پابندی کا اہتمام کروائیں گے۔ مجلس مشاورت میں اس پر غور وفکر کے نتیجے سے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے تاکہ آپ ان ہدایات کے مطابق عملی اقدامات کر سکیں۔ یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ محرموں کے بارے میں جو فہرست دی جارہی ہے اس کی عمومی تصویب تو تمام مکاتب فکر کے مسلکوں سے کروالی گئی تھی بلکہ مولانا محمد حسین نعیمیؒ نے اپنے ادارے کے پیڈ پر لکھ کر عطا کی تھی اور مجلس شوریٰ کی کارروائی کے مطابق اس سرکلر کو مولانا سید حامد میاںؒ کی تصدیق کے بعد جاری کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ محرم کون لوگ ہیں یعنی ایک مسلمان خاتون کن لوگوں کے سامنے صرف ستر میں آسکتی ہے۔ عرف عام میں یہ وہ لوگ ہیں جن سے پردہ نہیں اور جن سے کسی وقت بھی نکاح جائز نہیں۔ محرم مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ والد (سگے، سوتیلے) سسر، دادا، نانا، تایا، چچا، ماموں

☆ بیٹے (سگے، سوتیلے، رضاعی) داماد، بھائی (سگے، سوتیلے، رضاعی)

☆ بھائیوں کے بیٹے یعنی بھتیجے (سگے و رضاعی)، بہنوں کے بیٹے یعنی بھانجے (سگے و رضاعی)

نوٹ: خیال رہے کہ رشتے کے چچا، ماموں یا شوہروں کے چچا، ماموں بھائی، بھتیجے، بھانجے اسی طرح (اپنے) خالو، پھوپھا نیز ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچا زاد بھائی مزید برآں بہنوئی (گویا مردوں کے لئے سالی اور بھابھی) سب غیر محرم ہیں۔ ان سے شرعاً پردہ لازم ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل صورتوں میں ایک مسلمان عورت کے لئے پردہ نہیں ہے اور وہ صرف ستر میں سامنے آسکتی ہے۔ وہ صورتیں یہ ہیں۔

☆ ایسے بوڑھے رشتے دار یا ملازم جن کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ وہ عورتوں سے کوئی رغبت نہیں رکھتے۔

☆ ایسے کم عمر بچے جو عورتوں کے پوشیدہ معاملات سے بے خبر ہوں۔

بہتر ہے کہ ایک مسلمان عورت اپنی خواتین ہی کے سامنے آئے۔

اب ہم رفقائے تنظیم کو چار حیثیتوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے لئے الگ الگ لائحہ عمل تجویز کرتے ہیں۔

1- وہ رفقاء جو اپنے بیوی بچوں اور والدین کے ساتھ ایک گھر میں رہ رہے ہوں۔ ان رفقاء کو چاہئے کہ اپنے گھر کی خواتین (بیویاں اور بیٹیاں وغیرہ) کو قرآن وسنت کی روشنی میں ستر و حجاب کے احکام سمجھائیں اور ان پر عمل کرنے کا حکم دیں اور مندرجہ ذیل اُمور کا فوری طور پر اہتمام کروائیں۔

☆ خواتین کو ہدایت کریں کہ وہ گھر میں ایک موٹا اور بڑا سا دوپٹہ اوڑھے رکھیں اور گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں ایک بڑی سی چادر سے پورے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں اور چادر کا ایک حصہ چہرے کے آگے لٹکا لیں۔ یا پھر برقعہ اوڑھ کر باہر نکلیں۔ برقعہ سادہ اور ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہئے۔

☆ جب کبھی کوئی غیر محرم گھر میں آئے تو اسے الگ کمرے میں بٹھایا جائے اور وہاں گھر کی عورتیں نہ جائیں۔

☆ رفقاء کو چاہئے کہ حتیٰ الامکان گھر کی ضرورتوں کا سامان خود مہیا کریں تا کہ خواتین کو اس کام کے لئے باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

☆ اگر کوئی خاتون گھر میں تنہا ہو اور کوئی غیر محرم آ جائے تو اسے گھر میں بٹھانے سے اجتناب کیا جائے اور اضطراری حالت میں الگ کمرے میں بٹھایا جا سکتا ہے۔

☆ کوئی خاتون تنہا ایک دن ایک رات سے زیادہ کا سفر اختیار نہ کرے الا یہ کہ کوئی محرم ساتھ ہو۔

2- وہ رفقاء جو اپنے گھر کے واحد کفیل ہوں اور ان کے زیرِ کفالت ایک گھر میں رہنے والے ایسے افراد شامل ہوں جو ان کی بیوی اور بیٹیوں کے لئے غیر محرم ہوں۔ ایسے رفقاء کو چاہئے کہ اوپر کی پانچ ہدایات پر بھی عمل کروائیں۔ مزید براں جو مرد ان کے زیرِ کفالت ہوں اور ان کے گھر کی بعض خواتین کے لئے غیر محرم ہوں تو اس کا اہتمام کروائیں کہ ان کا آمنا سامنا نہ ہونے پائے اور نہ ہی وہ آپس میں گفتگو کریں۔ اس کے علاوہ یہ خیال بھی رہے کہ کوئی خاتون کسی بھی وقت کسی غیر محرم کی موجودگی میں تنہا نہ رہنے پائے۔

3- وہ رفقاء جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایک گھر میں رہتے ہوں اور ان میں سے ہر ایک اپنے بچوں کا کفیل ہو یعنی ایک گھر میں کئی کنبے مشترک طور پر رہ رہے ہوں۔

☆ ایسے رفقاء کو چاہئے کہ وہ 1 اور 2 کے تحت دی گئی تمام ہدایات کی پابندی کرائیں۔ مزید برآں اس کا اہتمام خود بھی کریں اور اپنی خواتین سے بھی کروائیں کہ گھر میں محرم اور غیر محرم افراد کی مخلوط نشست نہ ہو یہاں تک خیال رکھیں کہ بالفرض ایک نشست صرف محرموں کی تھی پھر ایک غیر محرم کا اضافہ ہوگیا تو فوری طور پر اس محفل سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

☆ اگر کوئی ایسی خاتون جن کے لئے آپ غیر محرم ہیں، گھر میں اکیلی موجود ہو تو آپ گھر میں داخل نہ ہو۔

4- وہ رفقاء جو والدین یا کسی دوسرے کے زیرِ کفالت رہ رہے ہوں۔

ان رفقاء کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو پردے کے احکام پر مشتمل کیسٹ سنوانے کی کوشش کریں اور بڑی حکمت سے اہل خانہ کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلنے کی دعوت دیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

☆ کسی ایسی مخلوط نشست میں جہاں غیر محرم خواتین موجود ہوں ہرگز نہ بیٹھیں۔

☆ خالہ زاد، چچازاد، ماموں زاد بہنوں اور اسی طرح کی دوسری غیر محرم خواتین سے براہِ راست بلا پردہ گفتگو کرنے سے گریز کریں۔

☆ کسی غیر محرم خاتون کے ساتھ گھر پر تنہا نہ رہیں۔

امید ہے کہ تمام رفقاء کرام ان ہدایات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور اس طرح معاشرے میں دین حق کی گواہی اپنے عمل سے پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یاایھا الذین امنوا لمہ تقولون مالا تفعلون کا مصداق بننے سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین۔

(چودھری رحمت اللہ بٹر)

ناظم دعوت وتربیت تنظیم اسلامی